OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of
Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 172-183

اسلامی معاشی تناظر میں تسعیر کا فقہی جواز

The Juristic Justification of Price Fixing in the Islamic Economic Context

Muhammad Usman Zakariya
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics), Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Lecturer, University of Agriculture Faisalabad (Sub-Campus Okara), Okara, Pakistan
Email: usmanrnk302@gmail.com

Dr. Saeed Ahmad
Associate Professor, Chairman Department of Islamic Knowledge, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Email saeed.is@pu.edu.pk

Abstract

This article examines the Islamic jurisprudential (Fiqh) and economic perspectives on price regulation, referred to as Tas'ir. Based on the provided sources, This article explores the legal and ethical framework of market pricing within Islamic governance. Central to the discussion is the tension between the principle of free-market trade based on mutual consent (Quran 4:29) and the necessity of state intervention to prevent public harm.The primary evidence cited is the Prophetic tradition (Hadith) where the Prophet Muhammad (PBUH) declined to fix prices during a period of inflation, asserting that Allah is the "Price-Setter" (Al-Mus'ir), the Provider, and the Grantor of sustenance. This tradition establishes the general rule that price-fixing by authorities is a potential "injustice" (mazlamah) that infringes upon the property rights of sellers.However, the article details a nuanced scholarly debate regarding the conditions under which the state may intervene. While some early scholars discouraged intervention, others, including Hanafi and Maliki jurists, argue that the Imam (leader) or Sultan may regulate prices if it serves the public interest (Maslaha). The discourse distinguishes between two types of pricing:

Unjust Pricing: Prohibited intervention that forces sellers to trade at a loss or without consent.

Just/Permissible Pricing: Intervention deemed mandatory when food traders or merchants exploit the public through monopolies (ihtikar) or "excessive pricing" (fuhsh).

Keywords: *Fiqh, Price Fixing, Islamic Economic.*

CC BY

تعارف

عربی زبان میں ''سعر'' کے معنی ''نرخ'' کے ہیں اور تَسعِیر کے معنی ہیں: '' قیمت مقرر کرنا''، یعنی Price Fixing حکومت کی طرف سے تاجروں کو ایک قیمت کا پابند بنانا " تسعیر " کہلاتا ہے۔ اگر حکومت عوام کی مصلحت اور ان کو نقصان سے بچانے کی خاطر کسی چیز کا ایک معقول ریٹ مقرر کرتی ہے تو حکومت کیلئے ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، اس لیے تجارت اور کاروبار کو مشروع کیا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اشیاء کا تبادلہ چونکہ انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے، اس لیے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں خرید وفروخت اور تجارت کی ترغیب دی گئی ہے۔ تجارت اور کاروبار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، پس جب نماز (جمعہ) ادا کی جا چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو''۔[1]

حج کے دوران پورے عرب کے لوگ مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے اور آپس میں اشیاء کا تبادلہ کرتے اور تجارت کرتے تھے۔ بعثت نبوی کے بعد بعض مسلمانوں نے احتیاط کے پیش نظر دورانِ حج تجارت سے اجتناب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی دوران حج بھی مالی معاشی اور تجارتی فوائد حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، کیونکہ یہ اللہ کا فضل تلاش کرنے کے مترادف ہے؛ البتہ اس تجارت سے مناسک حج متاثر نہیں ہونے چاہئیں۔

اگر کاروبار اور تجارت میں اسلامی احکام کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ کاروبار اور تجارت بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا: ''کسبِ معاش کا سب سے پاکیزہ اور بابرکت ذریعہ کون سا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر اچھی بیع''۔[2]

یعنی بہترین پیشہ وہ ہے جس میں انسان کو اپنے ہاتھ سے محنت کرنا پڑے یا پھر ایسا کاروبار جس میں، امانت، دیانت اور صداقت کی روح کارفرما ہو، تجارت ایک بابرکت ذریعہ معاش ہے؛ تاہم اس میں صرف دنیا ہی مد نظر نہیں ہونی چاہیے، بلکہ آخرت کی فلاح بھی پیش نظر رہنی چاہیے اور جو خرید وفروخت شریعت کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو ملحوظ رکھ کر کی جائے، اس کو ''بیع مبرور'' کہتے ہیں۔

ضرورت واہمیت

اسلام نے کاروبار میں نفع کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں کی۔ اگر ایسا ہوتا تو خلافِ فطرت ہوتا اور بعض صورتوں میں ناقابلِ عمل ہوتا اور لوگ اُس کی ناکامی کا دوش اسلام کو دیتے۔ اصولی طور پر تجارت کا مقصد نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور جائز طریقے سے نفع کمانا فی نفسہٖ کوئی عیب نہیں ہے، کیونکہ تجارت ذریعۂ معاش ہونے کے علاوہ معاشرے کی خدمت اور ضرورت بھی ہے۔ تاجر ہی وہ فرد ہے جو ہنرمند، صنعتکار، کاشتکار اور صارف کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے تجارت پیشہ طبقے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''نہایت سچے اور دیانت دار تاجر آخرت میں انبیائے کرام، صِدّیقین اور شہداء کے ساتھ ہوں گے''۔[3]

اس حدیث پاک کی رُو سے تاجر کی فضیلت کا مدار دو صفات پر ہے: ایک صداقت شِعاری اور دوسری امانت داری۔

اشیائے صَرف کی قیمتیں مقرر کرنے کے بارے میں حدیث میں ہے: ''(ایک بار) رسالت مآب ﷺ کے عہدِ مبارک میں اشیاء کے دام بہت زیادہ ہو گئے، تو صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لیے قیمتیں مقرر فرما دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی (اپنے قانونِ فطرت کے مطابق) قیمتیں مقرر فرمانے والا ہے، وہی رزق عطا فرمانے والا اور روزی میں تنگی اور کشادگی فرمانے والا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو جو مجھ سے جان و مال سے متعلق اپنے اوپر کسی زیادتی پر اللہ تعالیٰ سے انصاف کا مطالبہ کرے''۔[4]

البتہ اسلام نے کاروبار یا تجارت کو انسانیت کے لیے نفع بخش بنانے کی خاطر کچھ اصولی ہدایات دی ہیں: (1) یہ کہ مجموعی حیثیت سے معاشرے کی فلاح اور خیر خواہی پیشِ نظر رہے: حدیث مبارک میں ہے: ''دین خیر خواہی کا نام ہے'' (صحابہ بیان کرتے ہیں) ہم نے عرض کی: (یا رسول اللہ ﷺ!) کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلم حکمرانوں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی (دین) ہے''۔

ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے، وہ کسی کی خیر خواہی سے پاک و برتر ہے، لہٰذا اللہ کی خیر خواہی سے مراد اللہ کی مخلوق کی خیر خواہی ہے، کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی سے مراد اُن کی ناموس کی حفاظت اور اُن کے احکام کی تعمیل ہے، یہ بھی در اصل بندے کی اپنی خیر خواہی ہے۔ حضرت عبادہؓ بیان کرتے ہیں: ''ہم نے ان شرائط پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی: ہم ہر مشکل اور آسانی، حالات کی خوش گواری اور ناسازگاری (الغرض ہر حالت) میں اللہ کے رسول کے ہر حکم کو سنیں گے اور اُس کی تعمیل کریں گے، خواہ ہم پر کسی کو ترجیح بھی دی گئی ہو اور ہم کسی حق دار سے اُس کے جائز حق پر تنازع نہیں کریں گے، ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حق بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے''۔

امیر کی اطاعت سے مراد جائز امور میں اُس کا حکم ماننا اور ناجائز کام پر اُس کو ٹوکنا ہے۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ بھی ہے کہ ان کو تجارتی اور کاروباری معاملات میں ضرر سے بچائے اور ان کے مفاد کے پہلوؤں کو مدِ نظر رکھے۔

سوال تحقیق

آج کل سوال کیا جاتا ہے کہ فقہ اسلامی میں تاجروں کے لیے منافع کی کوئی حد کس قدر مقرر کی گئی ہے؟ کیونکہ بعض اوقات اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کر کے قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات اپنے ملک میں کسی چیز کی شدید طلب کے باوجود اُسے زیادہ نفع کے لالچ میں بیرونِ ملک برآمد کر دیا جاتا ہے، اس عمل کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا حکومت اشیائے صَرف کی قیمت مقرر کر سکتی ہے؟''۔

فقہاء کی تعریفات

فقہاء نے "سعر" کی مختلف تعریفات کیا ہیں۔

حنابلہ کے نزدیک

قال الامام البھوتی : وھو أي التسعير أن يسعر الإمام أو نائبه على الناس سعرا ويجبرهم على التبايع به أي بما سعره.[5]

ترجمہ: امام الہوتی نے اپنی کتاب "کشاف القناع" میں کہتے ہے: کہ مقرر کرے لوگوں پر قیمت حاکم یا اس کا نمائندہ، اور مجبور کر دے لوگوں کو اس مقررہ قیمت کے بیچنے پر جس قیمت امام نے مقرر کیا ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک

عرفه الشيخ زكريا: أن يأمر الوالى السوقة أن لا يبيعوا أمتعتهم إلا بسعر كذا ولوفي وقت للتضييق على الناس في أموالهم

ترجمہ: شیخ زکریا الانصاری فرماتے ہیں: کہ حاکم بازار والا لوگوں کو حکم دی کہ وہ اپنا سامان فلاں قیمت کے علاوہ فروخت نہ کریں، یہاں تک وہ وقت تنگی کا کیوں نہ ہو لوگوں پر۔

کئی فقہاء کرام نے "سعر" کی تعریف کیا ہیں لیکن سب کا مفہوم ایک ہی ہے کہ ولی یا اسکا نگران لوگوں پر اشیاء کی قیمت مقرر کر دی اسے "سعر" کہا جاتا ہیں۔

قرآن کریم سے منع "تسعیر" کے بارے میں دلائل

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "[6]

ترجمہ: اے ایمان والوں! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی ہے۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتا ہیں کہ لوگ اپنے پیسوں پر قابض ہیں اور قیمتوں کا تعین ان پر پابندی ہے۔ اور امام کو مسلمانوں کے مفادات کا خیال رکھنے کا حکم ہے اور قیمت میں سستی کے مفاد کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ قیمت کو بچانے میں بیچنے والے کے مفاد پر غور کرنے سے زیادہ اہم ہے، اگر دونوں معاملات میں اتفاق ہو تو دونوں فریقوں کو اپنی اپنی کوششیں کرنے کا اختیار ہونا چاہیے، اور شے کے مالک کو بیچنے کا پابند ہونا چاہیے، جو چیز اس کے لیے قابل قبول نہیں ہے خدا تعالی کے الفاظ کے خلاف ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے صاف صاف کہا ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائے اور نہ بغیر رضامندی سے تجارت کریں یعنی بائع ایک قیمت پر راضی نہ اور آپ سے بغیر رضامندی سے بائع سے وہ چیز لے لو تو یہ جائز نہیں۔ اسی طرح قیمت مقرر کرنا حکومت کی طرف سے عوام الناس پر بغیر رضامندی کے جائز نہیں۔

احادیث مبارکہ میں منع سعر" کا ذکر

عن أنس قال: الناس يا رسول الله غلا السعر فسعر لنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، وإني لأرجو أن ألقى الله وليس أحد منكم يطالبني بمظلمة في دم ولا مال"[7]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ لا یا انہم کے عہد میں ایک دفعہ قیمتیں چڑھ گئیں لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک نرخ (بھاؤ) مقرر کر دیجئے! آپ لیاہم نے فرمایا: اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، کبھی کم کر دیتا ہے اور کبھی زیادہ کر دیتا ہے، وہی روزی دینے والا ہے، اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے جان یا مال میں کسی ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلْ أَدْعُو ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلِ اللَّهُ يَخْفِضُ، وَيَرْفَعُ، وَإِنِّي لَأَرْجُوأَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلَمَةٌ.[8]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نرخ مقرر تو نہیں کروں گا (البتہ دعا کروں گا) کہ غلہ سستا ہو جائے، پھر ایک اور شخص آپ

کے پاس آیا اور اس نے بھی کہا: اللہ کے رسول! نرخ متعین فرما دیجیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی نرخ گراتا اور اٹھاتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اور میں اللہ سے اس طرح ملوں کہ کسی کی طرف سے مجھ پر زیادتی کا الزام نہ ہو۔

بھاؤ مقرر کر دینے میں کسی کا فائدہ اور کسی کا گھانا ہو سکتا ہے تو گھاٹے والا میرا دامن گیر ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے اسے نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت نہیں لگائی اور انہوں نے آپ سے ایسا کرنے کا مطالبہ کیا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور قیمت مقرر کرتے لیکن حضور پاک یا ہم ایسا نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ قیمت مقرر کرنا جائز نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

"عمر رضي الله عنه حين مر بحاطب في السوق فقال له: إما أن ترفع السعر وإما أن تدخل بيتك فتبيع كيف شئت[9]"

ترجمہ: شافعی نے القاسم بن محمد کی سند سے، عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نماز گاہ بازار میں ایک لکڑ ہارے کے پاس سے گزرا، اس کے ہاتھ میں دو ٹوکریاں تھیں جن میں کشمش تھی، تو اس نے اس سے ان کی قیمت پوچھی، اور اس کی قیمت ہر درہم کے بدلے اسے قرض میں دے دی گئی، عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: طائف سے ایک اونٹ آیا ہے جس میں کشمش ہے اور وہ تمہاری قیمت کا خیال کر رہے ہیں۔ اور وہ تمہاری قیمت پر غور کر رہے تھے، یا تو قیمت بڑھا دو، یا اپنی کشمش گھر میں لے آؤ اور جس طرح چاہو دو، جب عمر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو اپنے آپ میں سوچا، پھر وہ حاطب کے پاس اس کے گھر آیا اور اس سے کہا: میں نے جو کہا وہ نہ میرا عزم تھا اور نہ ہی میرا فرمان، بلکہ یہ وہ کام تھا جو میں ملک کے لوگوں کی بھلائی کے لیے کرنا چاہتا تھا، لہٰذا جہاں چاہو بیچ دو۔ اور آپ جیسے چاہیں بیچ دیں۔

اس آخر میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ بات فہم ہوتا ہیں کہ اشیاء کی قیمت مقرر کرنا جائز ہیں لیکن اس تقرری میں زبردستی نہ کی جائیں۔

تسعیر" کے بارے میں فقہاء کے اقوال

تسعیر" دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو عام حالت ہو گی یعنی معتدل ہو قیمت ہر چیز کی حالات کے مطابق ہو، دوسری حالت یہ ہے کہ قیمت میں غلو ہو یعنی عام حالات کی قیمت سے بڑھ گیا ہو۔ ان دونوں حالتوں اہل علم کا اختلاف ہیں۔

پہلا قول:

یہ ہے کہ جائز نہیں قمیت مقرر کرنا عوام پر عام حالت میں یعنی جس حالت میں اشیاء کی قیمت میں عوام الناس پر ظلم نہ ہو، مالک اشیاء کی طرف سے۔

جمہور احناف کا قول:

جمہور احناف کے نزدیک عام حالات میں اشیاء پر قیمت مقرر کرنا جائز نہیں حاکم وقت کے لیے، جب مالک اشیاء کسی چیز کو معیار کے مطابق فروخت کر رہا ہو۔

ولا يسعر السلطان إلا أن يتعدى أرباب الطعام عن القيمة تعديا فاحشا[10]

ترجمہ: سلطان اس وقت تک قیمت نہیں لگا سکتا جب تک کہ کھانے کے مالکان اس کی قیمت میں ظلم زیادتی نہ کر دیں۔

مالکیہ کا قول:

جہاں تک قیمت کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امام ایک قیمت مقرر کرتا ہے جو اسے بیچنے کی کوشش کرنے والے کے لیے اس سے تجاوز کرنے سے منع کرتا ہے اور اسے بیچنے کا اختیار دیتا ہے، اگر وہ چاہے تو اپنا کھانا اور دیگر چیزیں رک سکتا ہے، اور اگر وہ چاہے تو اسے بیچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ بیچنا چاہے تو وہ اس قیمت سے زیادہ نہیں ہو گی جو اس کے لیے مقرر کی گئی تھی۔ اس کے بھی دو حصے ہیں

1۔ ایک یہ کہ کھانا اس کے ہاتھ میں ہے جو اسے لایا یا لگایا۔ یا وہ شخص جو اسے نہ لایا ہے اور نہ اگایا ہے بلکہ مسلم بازاروں سے خرید کر اس پر اجارہ داری رکھتا ہے جو اس کے لیے جائز تھا، اگر اس کے ہاتھ میں جو کھانا تھا وہ کسی دوسرے شہر سے لایا ہے یا اگایا ہے تو اس صورت کسی کا اختلاف نہیں کہ امام اس کی قیمت نہیں لگا سکتا۔

2۔ اگر کھانا کسی ذخیرہ اندوزی کرنے والا کہ کے ہاتھ میں ہو جو اسے مسلم بازار سے خریدتا ہے اور امام یہ دیکھے کہ لوگوں کے مفاد میں ہے کہ وہ اسے اس قیمت پر بیچنے کا حکم دے جو وہ ان کے لیے مقرر کرے اور اس سے زیادہ نہ کرے۔ پھر یہ وہ صورت ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء نے اسے منع کیا ہے۔ اس کی حرمت کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما، القاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ، ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا ہے اور یہ ہمارے درمیان دو مشہور قولوں میں سے ایک ہے۔

ابن المسیب، یحییٰ بن سعید اور ربیعہ کا قول:

یہ ابن المسیب، یحییٰ بن سعید اور ربیعہ کا خیال ہے کہ امام اگر اسے فائدہ مند سمجھتے ہوں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ یہ ہماری دورائے میں سے ایک ہے۔ تحقیق سے پوچھا گیا امام سے: کہ انہوں نے قصائیوں سے فرمایا: بھیڑ کا گوشت ایک درہم میں اور اونٹ کا گوشت آدھا پونڈ ایک درہم میں بیچا کرو۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن وہ ڈرتا ہے کہ لوگ ان کے خلاف کریں گے۔ انہوں نے اس روایت میں فقہ کے نقطہ نظر سے قیمت کے تعین کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن اس صورت میں توقف کیا جائے گا کہ قیمت مقرر نہ کی جائے مصلحت کی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے۔ کیونکہ علماء میں سے کوئی بھی امام کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ لوگوں کے مال کو اس طرح سے روکے جو عوام کے مفاد میں نہ ہو، جمہور علماء کے مطابق۔

> " وأما التسعير ... ورأى الإمام من المصلحة للناس أن يأمرهم ببيعه بثمن يحده لهم ولا يتعدوه، فهذا ما اختلف الناس فيه وأكثر العلماء على النهي عنه. وبالنهي عنه قال ابن عمر رضي الله عنه والقاسم بن محمد وسالم بن عبد الله، وأبو حنيفة والشافعي، وهو أحد القولين المشهورين عندنا . وذهب ابن المسيب ويحيى بن سعيد وربيعة إلى تمكين الإمام من هذا إذا رأه من المصلحة. وهو أحد القولين عندنا." [11]

شوافع کا قول:

المجموع شرح المہذب للنووی: شوافع فرماتے ہیں: جہاں تک قیمت کے تعین کا تعلق ہے تو اس میں سے کچھ حرام ظلم ہے اور کچھ جائز عدل ہے، اگر اس میں لوگوں کے ساتھ ناانصافی اور زبردستی ہو ناحق طریقے سے کہ ان کو اس قیمت پر بیچنے پر مجبور کرنا جس سے وہ مطمئن نہیں ہیں، یا انہیں اس کام سے روکنا ہے جس کی خدا نے اجازت دی ہے تو اس صورت میں حرام ہے۔ اگر اس میں لوگوں کے درمیان عدل بھی شامل ہو، جیسا کہ لوگوں پر زبردستی کرنا اس صورت کہ چیز کو ثمن مثل یعنی بازار کے

ریٹ کے مطابق بیچا کرو کسی چیز کی قیمت میں زیادتی نہ کرو تو اس صورت میں امام کے لیے قیمت مقرر کرنا جائز ہے۔

" وأما التسعير فمنه ما هو ظلم محرم، ومنه ما هو عدل جائز فإذا تضمن ظلم الناس وإكراههم بغير حق على البيع بثمن لا يرضونه، أو منعهم مما أباح الله لهم فهو حرام، وإذا تضمن العدل بين الناس مثل إكراههم على ما يجب عليهم من المعاوضة بثمن المثل، ومنعهم مما يحرم عليهم من أخذ الزيادة على عوض المثل فهو جائز"[12]

حنابلہ کا قول:

المغني لابن قدامة: ابن حمید نے کہا ہے کہ امام کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں پر قیمتیں مقرر کرے، بلکہ لوگ اپنی پسند۔ کے مطابق اپنے مال کو بیچ دیں۔ اور ہمارے لیے ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قیمت بڑھ گئی تھی۔ اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیمت بڑھ گئی تو ہمارے لیے قیمت لگا دیجئے۔ تو آپ اس کی کریم نے کہا: " بے شک اللہ قیمت مقرر کرنے والا ہے، رزق کو تنگ کرنے والا، پھیلانے والا، برقرار رکھنے والا ہے، اور میں اللہ تعالی سے ملنے کی امید رکھتا ہوں، اور کوئی مجھ سے خون یا مال میں کسی قسم کی زیادتی کا سوال نہیں کرے گا۔ "

اس حدیث کے دو پہلو ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور پاک میں ہم نے قیمت نہیں لگائی اور حالانکہ صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ایا ہم سے پوچھا اور اگر جائز ہوتا تو وہ ان کا جواب دیتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور پاک ملی با تنظیم نے وضاحت کی کہ یہ غلط ہے، اور غلط کام حرام ہے، اور چونکہ یہ اس کا پیسہ تھا، اس لیے اسے اس چیز کے لیے بیچنے سے روکنا جائز نہیں تھا جس پر دونوں فریق متفق تھے۔

جبری قیمت کے تعین کا حکم:

فقہاء کی آراء مختلف ہیں اور قیمتوں کی اجازت یا ممانعت کے بارے میں ان کی آراء مختلف ہیں، یہ مظاہر سے کام لینے کی وجہ سے ہے۔

متن، انفرادی خبریں، اور دلچسپی کی تعریف۔ جو شخص نصوص اور رپورٹوں کا ظاہری مفہوم انفرادی لوگوں کے بارے میں لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ قیمت کا تعین کرنا حرام ہے اور جو شخص اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا اور کہتا ہے کہ قوم کے مفاد کا خیال ہے اور اس کی قدر امام نے کی ہے وہ کہتا ہے کہ قیمت کا تعین کرنا جائز ہے۔

قیمتیں زیادہ ہونے کی صورت میں قیمت کے تعین کے بارے میں فقہاء کی رائے کا خلاصہ دو جہات سے کیا جا سکتا ہے:

پہلا: قیمت کا تعین کرنا حرام ہے: یہ جمہور فقہائے حنفی کا عقیدہ ہے۔ جب تک کہ مال کے مالکان قیمت سے زیادتی نہ کریں۔

" إلا إذا كان أرباب الطعام يتحكمون على المسلمين، ويتعدون تعديا فاحشا وعجز السلطان عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فلا بأس به بمشورة أهل الرأي والنظر۔[13]

اور ایسی طرح امام مالک سے بھی روایت ہے کہ امام قیمت کے تقرری میں زیادتی نہ کریں۔[14]

اور امام شافعی سے بھی معتمد قول یہی ہیں۔[15]

اور ظاہر یہ کا بھی یہی قول ہے۔[16]

اور متقدمین حنابلہ کا بھی یہی قول ہے جس کو امام شوکانی نے اختیار کیا ہے۔[17]

دوسرا: قیمت کا تعین جائز ہے، اور یہ جواز مطلق نہیں ہے، لیکن صرف اس صورت میں جب ضرورت اور تعین میں مصلحت ہو۔

حنفی مکتب فکر کے مطابق: اگر مال کے مالکان مجموعی طور پر قیمت سے زیادتی کرتا ہو تو قیمت کا تعین جائز ہے۔[18]

مالکیہ کے نزدیک:

اول: قیمت کا تعین اس وقت جائز ہے جب بازار میں کوئی شخص یا لوگوں کا ایک چھوٹا گروہ اجناس کی قیمت کم کر کے تنہا ہو۔[19]

دوسری قسم: وہ یہ ہے کہ بازار والے ان کے لیے قیمت مقرر کریں اور اس سے زیادہ نہ کریں، یہ بھی شریعت کی رو سے جائز ہے۔ مالکیہ کی روایت اشعث نے امام مالک سے نقل کیا ہے۔[20]

شوافع کے نزدیک:

نہ ملنے والی چیز کی قیمت لگانا جائز ہے اور قحط کے وقت ان کے نزدیک ضعیف ہے۔[21]

متاخرین حنابلہ کے مطابق:

قیمت کا تعین واجب ہے اگر یہ لوگوں کے درمیان انصاف کو یقینی بنائے، یعنی ضرورت کی صورت میں

الطرق الحكمة لابن قيم رحمه الله:" وأما التسعير: فمنه ما هو ظلم محرم، ومنه ما هو عدل جائز. فإذا تضمن ظلم الناس وإكراههم بغير حق على البيع بثمن لا يرضونه، أو منعهم مما أباح الله لهمفهو حرام، وإذا تضمن العدل بين الناس مثل إكراههم على ما يجب عليهم من المعاوضة بثمن المثل، ومنعهم مما يحرم عليهم من أخذ الزيادة على عوض المثل فهو جائز، بل واجب.[22]

ترجمہ: جہاں تک قیمت کا تعلق ہے: اس میں سے کچھ غیر منصفانہ اور حرام ہے، اور اس میں سے کچھ جائز اور جائز ہے۔ اگر اس میں لوگوں پر ظلم کرنا اور ناحق انہیں اس قیمت پر بیچنے پر مجبور کرنا شامل ہے جس سے وہ راضی نہ ہوں، یا انہیں ان کاموں سے روکنا جو خدا نے ان کے لیے حلال کیا ہے، تو یہ حرام ہے، اور اگر اس میں لوگوں کے درمیان انصاف بھی شامل ہو، جیسے کہ انہیں زبردستی کرنا۔ مساوی قیمت کے بدلے وہ کام کریں جو ان پر واجب ہے، اور جو چیز ان کے لیے حرام ہے، اس سے زیادہ لینے سے روکنا جائز بھی ہے، واجب بھی۔

جواز کی صورتیں

اسلام کا اصول یہ ہے: ''نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ خود نقصان اٹھاؤ''، پس تجارت کی حکمت یہ ہے: ''تاجر کو بھی اس کا جائز نفع ملے اور صارف کا بھی استحصال نہ ہو''۔ لیکن جہاں تاجر دونوں ہاتھوں سے صارف کو لوٹنے کے حربے اختیار کرے تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور تاجروں کے اس عمل کو مستحسن نگاہوں سے نہیں دیکھتا، صارف کو دھوکا دینے کے لیے بعض اوقات تاجر جھوٹ بولتا ہے، قسمیں کھاتا ہے، عیب چھپاتا ہے، صارف کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس طرح تاجر کو فائدہ تو حاصل ہوتا ہے، لیکن اس کے مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے: ''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قسم کھانے سے سامانِ تجارت تو بک جاتا ہے، لیکن اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے"۔ [23]

یہ شعار مادّی دنیا کو اپنا کلّی مقصود بنانے کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ہماری تو بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا نہیں جائے گا۔ [24]

قرآن ہمیں اپنے مال سے آخرت کا گھر تلاش کرنے کے بارے میں بتاتا ہے اور ساتھ ہی اپنا دنیاوی حصہ نہ بھولنے کے بارے میں تاکید بھی فرماتا ہے، کیونکہ افراط اور تفریط کی صورت میں ملک میں فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہمارے وطنِ عزیز میں آج کل تاجروں کی اسی بے رحم سوچ نے بحرانی کیفیت کو جنم دیا ہے، ہر چیز کے دام آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں، اشیاء کی قیمتوں کو عوام کی قوتِ خرید میں رکھنے کا کوئی نظام نہیں ہے، ہر ایک اپنے مال کی من مانی قیمتیں مقرر کر رہا ہے اور عوام پس رہے ہیں، عام آدمی دو وقت کی روٹی کے لیے ترس رہا ہے، جبکہ سرمایہ داروں کی تجوریاں لبالب بھر رہی ہیں اور ان کو اس پر کسی قسم کی کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ مہذب ممالک میں جب حقیقی بحران آتے ہیں تو وہاں کے تاجر ملک سے اخلاص اور وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ملک کے باشندوں کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کے لیے زیادہ سے زیادہ مراعات اور سہولتیں دینے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ہمارے ہاں زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی ہوس نے دلوں سے رحم کا جذبہ مٹا دیا ہے، ملک میں گندم کا وافر ذخیرہ ہونے کے باوجود اشیائے خوراک کی قلّت کی افواہیں دراصل اسی مادہ پرستانہ سوچ کی عکاس ہیں۔ بیرونِ ملک سمگلنگ بھی ہو رہی ہے، سیاسی جماعتیں اقتدار کی رسّہ کشی میں مصروف ہیں۔ حکومتِ وقت کو اشیائے صَرف کی قیمتیں مستحکم رکھنے کے لیے طلب و رسد میں توازن پیدا کرنا چاہیے تاکہ مصنوعی بحران پیدا کرنے والی قوتوں کا قلع قمع ہو۔

جب چیزوں کی کوالٹی کے فرق، قدرتی طور پر پیداوار کی کمی، حکومت کے غلط انتظام یا کسی بھی وجہ سے طلب کی زیادتی کی وجہ سے قیمتیں بڑھنے لگیں، اس میں تاجروں کی بدنیتی یا ذخیرہ اندوزی کو دخل نہ ہو، بلکہ تاجر لاگت میں حسب معمول نفع لگا کر مارکیٹ میں صارفین کو فروخت کر رہے ہوں، لیکن خارجی عوامل کی وجہ سے قیمتیں بڑھ گئی ہوں۔ اس صورت میں حکومت عوام کی آسانی کے لیے مارکیٹ میں بکنے والی اشیاء کی قیمت مقرر کر دے جس کی وجہ سے عوام کو تو ریلیف ملے لیکن تاجر خسارے یا نفع میں کمی کا شکار ہو جائیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب اشیاء خوردنی میں گرانی اور ریٹ کا اضافہ خود تاجروں کا پیدا کردہ ہو، بڑے تاجر ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلّت پیدا کر رہے ہوں، بے تحاشا نفع مانگ رہے ہوں۔ ایسی صورت میں جبکہ تاجر عامۃ الناس کے پاس اشیاء خورد و نوش سستی نہ پہنچنے دیتے ہوں تو عوام کو اس ظلم سے بچانے کے لئے حکومت آگے بڑھ کر قیمتیں طے کرے۔

اگر حکومت وقت تمام شرعی ہدایات سے قطع نظر کر کے کسی چیز کی قیمت فروخت متعین کر دے، اس سے زائد قیمت پر فروخت پر پابندی لگا دے جبکہ تاجر برادری عدل وانصاف کی بنیاد پر موقوف رکھتی ہو کہ قیمتوں کے اضافے میں ان کا کوئی کردار نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کی وجہ سے وہ بے تحاشا نفع سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، تو کیا اس صورت میں بھی ان کے لیے اس پابندی کی ہر حال میں رعایت رکھنی لازم ہے یا وہ اس قانون کے خلاف سرکاری ایوانوں میں آواز اٹھا سکتے ہیں اور اگر ان کے جائز مطالبات نہیں سنے جائیں تو وہ صریح جھوٹ اور دھوکہ سے بچتے ہوئے سرکاری نرخ سے ہٹ کر چیزیں فروخت کر سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث

واضح رہے کہ اسلامی معیشیت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اشیاء کی قیمتوں کے تعین کو دوکاندار اور خریدار کی باہمی رضامندی پر چھوڑ دیا جائے تاکہ ایک آزاد مارکیٹ وجود میں آئے اور طلب و رسد کے قدرتی اصول کے تحت قیمتوں کا تعین ہو اور بازار پر کسی کی اجارہ داری قائم نہ ہو جو اشیاء کی قیمتوں کو اپنے مفادات کی خاطر کنٹرول کرے، چناچہ عام حالات میں دوکاندار کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ اپنی اشیاء کو ایک مقررہ قیمت سے کم یا زیادہ پر نہ بیچے، درست نہیں، اس سلسلے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ اشیاء کی قیمتیں مہنگی ہو گئیں تو صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اشیاء کے نرخ مقرر فرما دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

"ان اللہ ھو المسعرا لقابض الباسط الرزاق "

(بے شک اللہ ہی اشیاء کے نرخ متعین کرنے والے ہیں، وہی چیزوں کی رسد میں کمی کرنے والے اور زیادتی کرنے والے ہیں اور وہی رازق ہیں)

اللہ تعالیٰ کو قیمت مقرر کرنے والا قرار دینے کا واضح مطلب حدیث کے سیاق میں یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے طلب و رسد کے فطری اصول مقرر فرما دیے ہیں جن سے قیمتیں فطری طور پر متعین ہو جاتی ہیں۔[25]

واضح رہے کہ ہر شخص اپنے مال کا خود مالک ہوتا ہے خواہ وہ تاجر ہو یا عام شہری، اور چونکہ ہر مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ ظلم وزیادتی کئے بغیر اپنے مال کی جو قیمت چاہے لگائے، اس لیے عام حالات میں عام اشیاء میں کسی بھی حکومت کو مالک کا یہ شرعی حق سلب کرنے اور انہیں کسی خاص نرخ کا پابند بنانے کا حق نہیں ہے۔

تاہم اگر غلط نظام تجارت کے باعث تاجروں اور مالداروں کی اجارہ داریاں اس حد تک قائم ہو جائیں کہ وہ ظلم کرنے لگیں، اور حکومت دیانت داری سے یہ محسوس کرے کہ اشیاء کے نرخ کا تعین کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے تو ایسی صورت میں ماہرین کے مشورے سے اس کی بھی اجازت ہے، لہٰذا اگر ایسی صورت حال درپیش ہو تو حکومت اشیاء کے ایسے معقول نرخ مقرر کر سکتی ہے جس میں فریقین اور اسلامی معاشرے کی مصلحت ہو۔

اگر حکومت کی طرف سے اشیاء کا نرخ متعین کر دیا جائے اور متعین نرخ سے زیادہ قیمت پر بیچنے کی پابندی ہو تو اس صورت میں حکومت کی طرف سے متعین کردہ قیمت پر بیچنا حکومتی قانون کی خلاف ورزی کی بناء پر ناجائز ہے، لیکن اگر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قیمت پر بیچنے میں تاجروں کو واقعتاً ضرر ہو یعنی مالی نقصان ہو اور وہ نقصان سے بچنے کے لیے ایسی قیمت پر فروخت کریں جو مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہو تو ان کی بیع درست ہو گی، البتہ اگر نفع کم ہو تو یہ جلب منفعت ہے، اس صورت میں حکومت کی طرف سے متعین کردہ قیمت پر ہی بیچنا ضروری ہے اس سے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ثمن پھر بھی حلال ہو گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 الجمعہ: 10

2 المستدرک: 2160

3 ترمذی: 1209

4 ترمذی: 1314

5 منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن إدریس البھوتی الحنبلی (المتوفی (1051ھ) الکتاب کشاف القناع عن متن الإقناع، کتاب البیع، فصل من باع سلعة الخ، الناشر: دار الکتب العلمیة. ج 3 ص 187

6 سورت النساء: 29

7 إبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی المن جستانی (المتوفى: 275ھ) الکتاب: سنن إبی داود، إبواب الإجارة جاب فی السعر المحقق محمد محیی الدین عبد الحمید، ج 3 ص 272 الرقم 3451 الناشر: المکتبة العصریة، صیدا- بیروت

8 إبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السجستانی (المتوفى (275ھ) الکتاب مدن إبی داود، ابواب الإجارة جاب فی التسعیر، المحقق: محمد محیی الدین عبد الحمید، ج 3 ص 272 الرقم 3450، الناشر: المکتبة العصریة، صیدا- بیروت.
إخرجه مسند احمد (2/337 (372)) (صحیح)

9 إحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی، إبو بکر البیہقی (المتوفى: 458ھ) الکتاب السنن الکبری، جماع إبواب السلم جباب التسعیر المحقق عبد القادر عطا، ج 6 ص 48/الرقم 11146، الناشر دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنات الطبعة الثانیة، 1424ھ-- 2003م
وقال عنہ الشیخ عبد القادر الأرناؤوط محقق جامع الأصول: إسنادہ صحیح (جامع الأصول 594/1 ط الملاح)

10 عثمان بن علی بن محجن البارعی، فخر الدین الزیلعی الحنفی (المتوفى: 743ھ) الکتاب: تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیة السلبی، کتاب الکراہیة فصل فی البیوع الحاشیة شہاب الدین إحمد بن محمد بن إحمد بن یونس بن إسماعیل بن یونس الشلبی (المتوفى: 1021ھ) ج 6 ص 28 الناشر: المطبعة الکبری الأمیریة- بولاق القاہرة، الطبعة الأولی، 1313..

11 إبو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر التمیمی المازری المالکی (المتوفى: 536ھ) الکتاب شرح التلقین، کتاب الاجارة إلی إرض، ج 2/ ص 1011، المحقق: سماحة الشیخ محمد المختار السلامی الناشر: دار الغرب الإسلامی، الطبعة الطبعة الأولی، 2008م الحرب

12 إبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفى: 676ھ) الکتاب المجموع شرح المہذب (مع تکملة السبکی والمطیعی) باب النجش والبیع علی بیع إخیہ الخ، فصل لایحل السلطان الخ، ج 13، ص 29 الناشر: دار الفکر (طبعة کاملة معہا تکملة السبکی والمطیعی).

13 التبیین الحقائق اللزیلعی کتاب الکراہیة، فصل فی البیوع، ج 6 ص 28

14 محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، إبو عبد اللہ، شمس الدین المقدسی الرامینی ثم الصالحہ الحنبلی (المتوفى: 763ھ) الکتاب: کتاب الفروع یحرم التسعیر ویکرہ الشراء بہ المحقق عبد اللہ بن عبد المحسن ومعہ تصحیح الفروع لعلاء الدین علی بن سلیمان المرداوی، کتاب البیوع، فصل الترکی، ج 6 ص 178، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولی 1424ھ-- 2003م-

15 شمس الدین محمد بن إبی العباس إحمد بن حمزة شہاب الدین الرملی (المتوفى (1004ھ) الکتاب نہایة المحتاج إلی شرح المنہاج کتاب البیع باب البیوع المنسی عنہا وما یتبہا، ج 3/ ص 473، الناشر: دار الفکر، بیروت، الطبعة: ط إخیرة- 1404ھ/-1984م

16 الاندلسی القرطبیّ الظاہری (المتوفی: 456ھ-) الکتاب المحلی بالآثار، مسألۃ بیع السلعۃ فی السوق

17 ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بأقل من سعرہا او بأکثر، ج7 ص537، الناشر: دار الفکر - بیروت

18 محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی الیمنی (المتوفی: 1250ھ-) الکتاب نیل الأوطار باب النہی عن التسعیر، ج5 ص559، تحقیق عصام الدین الصبابطی، الناشر: دار الحدیث، مصر، الطبعۃ الأولی، 1413ھ--1993م

19 . تبیین الحقائق للزیلعی، کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیوع، ج6 ص28

20 ابن انس، الامام مالک الموطأ: دار احیاء التراث العربیۃ ھ-1370-1950م کتاب البیوع (24) باب الحکرۃ والتربص، ج2 ص651

21 ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث التجیبی القرطبی الباجی الاندلسی (المتوفی: (474ھ-) الکتاب المنتقی شرح الموطاء الباب الثالث فیما یختص بالتسعیر من المبیعات، ج5 ص18، الناشر: مطبعۃ السعادۃ- بجوار محافظۃ مصر، الطبعۃ الأولی، 1332ھ- ثم صورتہا دار الکتاب الاسلامی، القاہرۃ-

22 ابن الاخوۃ، احمد القرشی معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ اعتنی بتصحیحہ روین لیوی مکتبۃ المتنبی، القاہرۃ ص64

23 مسلم: 1606

24 الانعام: 29

25 مستفادہ من "اسلام اور جدید معیشت و تجارت"